راسخ عرفانی

عید قرباں

اللہ اللہ کس قدر یہ اہتمام عید ہے
دہر کا ہر اک مسلماں شاد کام عید ہے
روئے عالم سے دھلی ہے گرد اندوہ و محن
ظلمت غم میں نظر آئی ہے خوشیوں کی کرن
اس طرح سے مسکرائی ہے عروس نوبہار
دشت بھی خود روگلوں سے بن گئے ہیں لالہ زار
محفلیں کیف و مسرت کی سجی ہیں کوبہ کو
جنت قلب و نظر ہے حسن باغ رنگ و بو
چھا رہی ہے ذہن پر لحم ذبیحہ کی مہک
غیرت انجم ہے ملبوسات زریں کی چمک
خوان نعمت پر زمانہ محو خورد و نوش ہے
خدمت کام و دہن میں تن کا کس کو ہوش ہے،
ایک ہنگامہ بپا ہے ہر طرف نغمات کا
دل میں بحر بیکراں ہے موجزن جذبات کا
مرتعش ہر سو ہے شور نعرہ "ھل من مزید"
وائے ہم سمجھے ہیں لہو و لعب کو معراج عید
یہ تعیش، یہ حیا سوزی، یہ حسن بے روا،
آخر اس رقص و رفت کو عید سے نسبت ہے کیا
عید قرباں تو ہے احساسات قربانی کا نام
عید ہے تعمیل ارشادات ربانی کا نام
دن یہ ہے منسوب ابراہیم و اسماعیل سے

محفل اسلام روشن ہے اسی قندیل سے
باپ کا ایثار ، بیٹے کی سعادت دیکھئے
جلوہ حسن تمنائے عبادت دیکھئے
سر بہ خم لخت جگر ہے ، باپ ہے خنجر بکف
ہاتھ لرزاں ہیں مگر دل کہہ رہا ہے " لا تخف "
ورغلایا گرچہ ابلیس لعیں نے دم بہ دم
پھر بھی دونوں آزمائش میں رہے ثابت قدم
عید تو تھی ان مئے وحدت کے مستانوں کی عید
شمع پر جب جل مریں ہوتی ہے پروانوں کی عید ،
آؤ دیکھیں جھانک کر اپنے گریبانوں میں ہم
بس رہے ہیں کن طلسماتی صنم خانوں میں ہم
دور حاضر دیکھئے ، عہد رسالت دیکھئے
افتراق حال ، ماضی کی رفاقت دیکھئے
کس قدر نکھرا ہے عصر نو میں غیریت کا رنگ
اجتماعیت میں بھی ہے انفرادیت کا رنگ
اہل ثروت دولت ایثار سے محروم ہیں
مفلسان غم رسیدہ شاکئی مقسوم ہیں ،
کھو گیا گرد ہوس میں گوہر مقصود عید
زنگ آلودہ ہوا ہے جوہر مقصود عید
عشرت امروز و خوش وقتی کے دل دادہ ہیں ہم
راحت قلبی سے کتنے دور افتادہ ہیں ہم
ساغر زمزم سمجھ بیٹھے ہیں جام زہر کو
خود ہی دعوت دے رہے ہیں ہم خدا کے قہر کو